

مولانا کوثر نیازی
ذیبرا اطلاعات و نشریات

قادیانیت

ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری

اور

انتشار کا باعث ہے

اس کی مدعی بنوت پر ایمان لسنے والا ہی نہیں
بلکہ دلیل طلب کر کے نور الایمان کا زہر ہے

آزاد کشمیر اسمبلی کی قادیانی غیر مسلم اقلیت ہونے کی قرارداد کی توثیق کے بعد رونما ہونے والے حالات قومی زندگی کے ہر طبقہ کا موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ اتفاق سے ان ہی دنوں مرکزی ذیبرا اطلاعات کے ایک سہم اخباری اعلان سے کہ "کسی کلمہ گو کو کافر کہنا قابل تعزیر جرم قرار دیدیا جائے گا۔" طرح طرح کے خدشات ابھرے، مگر مقام سرست جہ کہ محترم مولانا کوثر نیازی صاحب اسلامی ببادہ میں مبوس دجالی فتنہ قادیانیت (جو ہزار بار کلمہ گو ہونے کی مدعی کیوں نہ ہو) کے بارہ میں نہایت واضح رائے رکھتے ہیں۔ مولانا کا یہ بصیرت افروز مضمون حال ہی میں چھپنے والی ان کی کتاب "بنیادی حقیقتیں" سے لیا گیا ہے۔ توقع ہے کہ محترم مولانا جو اس مسئلہ پر ایسی روٹوک قطعی رائے رکھتے ہیں، موجودہ حکومت میں اپنے گہرے اثر و رسوخ رکھتے اور اہم ترین مناصب پر فائز ہونے کے لحاظ سے آزاد کشمیر کی طرح پاکستان میں بھی ختم نبوت کے منکرین کو غیر مسلم قرار دینے کی قانونی اور آئینی جدوجہد میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں گے، اور اسی طرح اپنے اس دینی دہلیٰ فریضہ سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کریں گے جو خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام امتی کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتا ہے۔ اگر وہ اس آزمائش سے کامیاب ہو کر نکلے تو یقیناً بارگاہِ خداوندی کی خوشنودی اور بارگاہِ رسالت کی سرخروئی سے سرفراز ہو سکیں گے۔

"سمیع الحق"

محترم مولانا کوثر نیازی صاحب کی رسالت کا موضوع اس وقت تک تشنہ ہے جب تک یہ واضح نہ ہو جاتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسولی

نہیں پائے گا۔ یہ وہ اساس ہے جس نے نسل، رنگ اور وطن کے امتیازات کو ختم کر کے خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ یہ عقیدہ اس امر کا اعلان ہے کہ خدا کی طرف سے انسانیت کو جو رہنمائی اور ہدایت ملتی تھی وہ مل چکی، جن عقائد و اعمال سے کفر لازم آتا ہے وہ بتائے جا چکے اور جن خصوصیات سے اہل ایمان کی پہچان ہوتی ہے ان کی مراحت اور وضاحت کمزوری گئی۔ آپ کی تعلیمات کے علاوہ اب کسی نئی تعلیم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ اور نہ کسی فرد کے ماننے یا نہ ماننے پر کفر اور اسلام کا وارد و مدار ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضورؐ کے بعد بھی کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہے۔ دراصل ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری لگاتا ہے۔ ہماری صغوں میں پراگندگی اور انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس اساس کو ختم کرنے کے درپے ہے جس پر اسلام کا عالمگیر نظریہ اخوت مبنی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی یہی وہ اہمیت ہے جس کے پیش نظر ہمارے دین میں اسے اتنا اونچا مقام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضورؐ پر ایمان لائے۔ لیکن آپ کے آخری نبی ہونے کا قائل نہ ہو تو اسلامی معاشرہ میں اور خدا کے حضور۔ دونوں جگہ۔ اس کے ایمان اور اسلام کو لائق اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ حضورؐ کی بعثت کو چودہ صدیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن ہر دور اور دور کے ہر حصہ میں مسلمانوں نے ختم نبوت کو اپنے اعتقاد کی جان سمجھا ہے ہمارے سلف تو اس معاملے میں اتنے سخت تھے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے زمانے میں جب ایک آدمی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت امام نے فتویٰ دیا کہ یہی نہیں کہ مدعی نبوت پر ایمان لانے والا کافر ہے بلکہ جو شخص اس کا ذب سے اس کے نبی ہونے کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہے۔

خدا نخواستہ اگر اسلام دین کامل نہ ہوتا اور دنیا کے ہر حصے میں ترقی پذیر معاشرہ کا ساتھ نہ دے سکتا تو کسی نئے نبی کی ضرورت سمجھ میں آسکتی تھی، لیکن جب حضورؐ پر دین کی تکمیل کر دی گئی، جب پروردگار نے اَلْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ۔ کہہ کر دین کی تکمیل کا فیصلہ صادر کر دیا تو پھر بات ہی ختم ہو جاتی ہے۔ خود آنحضرتؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خاتم النبیین ہونے کی حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

”میری ادھر انبیائے سابقین کی مثال ایک محل کی سی ہے جس میں ایک اینٹ کی جگہ

خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اسے دیکھیں اور تعجب کریں کہ اسی محل میں ایک اینٹ کی جگہ

کیوں خالی چھوڑ دی گئی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ اینٹ میں ہوں۔“

متعصب سے متعصب آدمی بھی اس بات کا اعتراف کرتے پر مجبور ہے کہ حضورؐ اپنی امت پر سے شفیق تھے اتنے شفیق کہ آپ کے مقابلے میں یہ بھی ہے یہ اسی شفقت

کا نتیجہ ہے کہ آپ نے فریضہ رسالت سے متعلق کسی بات میں ابہام نہیں رہتے دیا۔ ایک ایک چیز کھول کر بیان کی۔ راہ کے سارے پیچ و خم بتائے، آنے والے فتنوں کی نشان دہی کی۔ قرب قیامت کی نشانیوں کا ذکر کیا۔ غرضیکہ ہر ایسے معاملے پر روشنی ڈالی کہ جس سے آپ کی امت کو آگے چل کر واسطہ پڑنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو منصب عظیم عطا فرمایا تھا۔ اس کے تقاضوں کی ادائیگی کے لئے آپ اتنے فکر مند رہتے تھے کہ جب تک حجتہ الوداع کے موقع پر اپنے ساتھیوں اور پیروکاروں سے یہ اعتراف نہیں کر لیا کہ :

”ہاں! آپ نے خدا کا پیغام پہنچا دیا ہے اور یہ فریضہ انجام دے دیا ہے۔“

اس وقت تک آپ کا اطمینان نہیں ہوا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جس پاک ہستی نے ماضی، حال اور مستقبل کے سبھی ضروری گوشے امت پر اجاگر کر دیئے۔ اگر آپ کے بعد کوئی بنی آنے والا ہوتا تو اسکی اطلاع دینے میں العیاذ باللہ وہ کوئی کوتاہی برت سکتی تھی؟ آپ سوچیں گے تو آپ کا ایمان گواہی دے گا کہ وہ لوگ برآپ کے بعد بھی سلسلہ نبوت کے اجراء کا امکان تسلیم کرتے ہیں۔ دراصل حضور پر یہ الزام ٹانڈا کرتے ہیں کہ آپ نے فرائض رسالت ادا نہیں کئے اور یہ وہ صورت ہے جسے کوئی مسلمان بقائمی ہوش و حواس قبول کرنے کے لئے نہیں ہو سکتا۔

قرآن اٹھا کر دیکھئے کم سے کم سو آیات ایسی مل جائیں گی جن میں کہیں صراحتاً اور کہیں اشارۃً حضور کی خاتمیت کو بیان کیا گیا ہے، حدیث کو پڑھیئے تو ایک سو سے زیادہ اسناد سے ختم نبوت کی حدیثیں ہم تک پہنچی ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص بعید از قیاس تاویلوں، لغو اور مہمل دلیلوں سے عقیدہ ختم نبوت سے انکار کرتا ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ امت میں انتشار پیدا کر کے دشمنان اسلام کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے۔ انجیل نے خوب کہا۔

”جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں

مگر باطن میں پھاڑنے والے بھیڑیے ہیں۔ ان کے چھلول سے تم انہیں پہچان لو گے

کیا جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں۔“ (متی باب ۲۴، آیت ۱۵، ۱۶)

عقیدہ ختم نبوت کے مضمرات یوں تو بے شمار ہیں لیکن ایک دو باتیں ایسی ہیں جو ہر مسلمان کو اس کے فلسفہ اور پیغام کے طور پر دل و دماغ میں جذب کر لینی چاہئیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آخری رسول آجائے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ جس رسول کا عہد رسالت دنیا کے اعتقاد تک کے لئے مقدر ہو چکا ہے اس کی امت کا منصب قیادت و امامت بھی قیامت تک کیلئے ستم ہے۔ رسول آخری رسول ہے تو امت آخری امت، اب اس کے بعد کسی اور امت کو برپا کر لی ضرورت باقی نہیں ہے۔ یہی اب دنیا کی تمام قوموں کو سبھا رہا ہے۔ اسی کو زیب دیتا ہے۔ کہ یہ